رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُل اِنّ الفضل بید اللہ یُؤتیہ من یشاء ؕ واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح - اخبار احمدیہ - خبریں - صفحہ ۳

امن کا شہزادہ اور پنڈت دیانند صاحب } ۳-۴
چودھویں صدی کا عظیم الشان انسان

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سے خطاب } ۵-۶
وہ دیکھو احمدی بلکہ غیر معین آیا } ۷-۸

غیر مبائع احباب سے التماس

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اعتراف } ۹-۱۰

حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ کہنے سے ہماری مراد } ۱۱-۱۲

جلد ۴ | ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۲۵

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت امیر المومنین بخیریت ہیں۔

مسجد اقصیٰ کے صحن کو اور وسیع کر دیا گیا ہے۔ اور بیرونی دروازوں تک پختہ فرش ہو رہا ہے۔ منارۃ المسیح کی سفیدی کا کام ختم ہو چکا ہے۔

ہفتہ گذشتہ میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔

امیر علی صاحب ہیڈ کنسٹبل لائل پور سے۔ رحمت علی صاحب عمر پور سے فیض محمد صاحب گجرات سے۔ مولوی غلام نبی صاحب رام پور بیلہ کلاں سے غلام نبی صاحب لاہور سے۔ عزیز الدین صاحب مڈھ رانجھا سے حسن محمد صاحب سمبڑیال سے۔ منشی فرزند علی صاحب فیروز پور سے حاجی محمد حسن صاحب لکھنؤ سے۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر سے بابو عبد الحق صاحب میانی سے۔ منشی مہتاب الدین صاحب جالندھر سے

اخبار احمدیہ

سیلون کی چٹھی

جب سے مسٹر عبد العزیز مرحوم کی کتاب احمد علیہ السلام کے مشن کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ ہم پر ہر طرف سے سوالات کا زور ہے جن کا جواب دیا جانا نہایت ضروری ہے۔ اکثر لوگ تحقیق حق کے لئے سوالات کرتے ہیں۔ جن سے اُمید ہے کہ جواب ملنے پر داخل سلسلہ حقہ ہو جائینگے۔

ملائیں لوگ ہم کو جگہ سے بے دخل کرنے کی سخت کوشش کر رہے ہیں۔ اور اگر ہمارے پاس جلدی ہی کوئی ایسا مبلغ جو انگریزی و عربی دان ہو نہ بھیجا جائیگا۔ تو ہمیں ڈر ہے۔ جلدی ہماری مدد فرمادیں۔

موجودہ وقت ہم پر نہایت سخت گذر رہا ہے۔ وہ ہماری نسبت غلط تقریریں۔ اور ہمارے خلاف ایسی باتیں پیش کرتے رہتے ہیں۔ جن سے لوگوں کو اشتعال پیدا ہوتا ہے۔

(سیلون میں مبلغ بھیجے جانے کی تجویز ہو چکی ہے انشاء اللہ بہت جلدی روانہ ہو جائینگے۔ ایڈیٹر)

انجمن احمدیہ سیلون کا کام

احباب یہ سنکر خوش ہونگے کہ ہم نے تامل زبان میں ایک رسالہ چھاپا ہے۔ سرورق کے اندر کی طرف برادرم عبد العزیز مرحوم کی چٹھی بخدمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ترجمہ تامل زبان میں ہے۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کسقدر شور اس نے مسیحی دائرہ میں پھیلا دیا ہوگا۔ مسٹر ٹھاکا اور اسکے دوست نیم احمدیوں کے لئے ایک قسم کی پناہ ہیں۔ ہمارے دشمن سوائے گالیاں دینے کے کچھ نہیں کر سکتے جناب جلدی ہی سُن لینگے۔ کہ فرقہ مور ہماری جماعت

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

کی سچائی کو اپنے میں جذب کر رہا ہے۔ اور انکے بعض بڑے بڑے لیڈر دل سے احمدی ہوئے جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب لوگ دولتمند رعب رکھنے والے اور ہوشیار آدمی ہیں۔ صرف اس وقت کی انتظار کر رہے ہیں کہ جب انہیں اپنے عقیدہ کے ظاہر طور پر شائع کرنے کا موقع ملے ۔

ہمیں امید ہے۔ کہ ہم اس ماہ کے اخیر میں گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں ایک عرضی لکھیں گے۔ اور اپنی مقدس کتب انکے حضور پیش کرینگے۔ ہم کو یقین ہے کہ گورنر صاحب بہادر ہمارے اس فعل پر بہت خوش ہونگے ۔

ہمیں ایبات کی بڑی خواہش ہے کہ دو یا دو سے زیادہ بڑے اعلیٰ درجہ کے مبلغ دورہ کرتے ہوئے اسجگہ پہنچ کر لیکچر دیویں۔ ہمارے بہت سے دوست جنکی سو لوگ بھی ایبات پر بڑا زور دے رہے ہیں کہ قادیان سے بعض بڑے بڑے لائق آدمی اسجگہ پہنچ جائیں ۔

خدا تعالےٰ بحر ضلالت میں غرق شدہ لوگوں کے سامنے حق کے اشکار کرنے کے دروازے خود بخود کھولدیگا ۔

بمبئی سے جناب محمد عمر الدین صاحب ڈنگہ کی تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین نے یہاں جمعہ پڑھایا۔ اور اثنار تقریر میں بڑے جوش سے کہا کہ میرے نزدیک مرزا صاحب کو نبی سمجھنا کفر ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی حقارت کے کلمات حضرت کی شان میں کہے۔ ہم نے اپنی نماز علیحدہ پڑھی۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب برائے فراہمی چندہ ہسپتال کشمیر تشریف لے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ جناب میر صاحب ممدوح کے سفر کو بابرکت کرے۔ آمین ۔

فرانس سے جناب حسن نواز صاحب اطلاع دیتے ہیں خدا کے فضل سے ہم تینوں بھائی بخیریت ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے دل میں وہ جرأت پیدا کر دی ہے کہ ہم بڑے استقلال سے جنگی مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور آج کل بالکل آرام میں پیچھے آگئے ہیں ۔

درخواست دعا | جہلم سے اہلیہ شیخ غلام نبی صاحب تاجر کلکتہ اپنے شوہر کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔ انکو بخار ہے اور بلغم کے ساتھ خون آتا ہے۔ بہت مخلص احمدی ہیں۔ احباب

فہرست نومبائعین

چودہری سکندر خانصاحب - سیالکوٹ	محمد جان علی صاحب - کپاستان
احمد الدین صاحب - شاہ پور	شیخ محمد صاحب - بمبئی
خوشی محمد صاحب - گجرات	غازی محمد صاحب - ڈیرہ غازیخان
اہلیہ جہانگیر خان صاحب - جموں	خضر دار صاحب - کشمیر
بیگم بی بی صاحبہ - سیالکوٹ	عبد الصمد صاحب ڈار - "
نواب بی بی صاحبہ - "	اہلیہ صاحبہ " "
رشیم بی بی صاحبہ - "	عبد الصمد صاحب بٹ - "
سید بی بی صاحبہ - "	عبد الاحد صاحب نون - "
راقعہ بی بی صاحبہ - "	غلام رسول صاحب ڈار - "
رحمت بی بی صاحبہ - "	مسماۃ تابی بی بی صاحبہ - "
والدہ صاحبہ قیوم - بھاگلپور	سید قاسم صاحب - حیدرآباد دکن
مسماۃ راجن صاحبہ - سیالکوٹ	مستری فتح الدین صاحب - لاہور

ہندوستان کی خبریں

گرفتاریاں اور خانہ تلاشیاں | مولوی احمد صاحب امام صوفی مسجد کشمیری بازار لاہور کو تلاشی لینے کے بعد زیر حراست کر لیا گیا۔ پولیس کو کاغذات بکثرت دستیاب ہوئے ۔

شیخ عبد الحق صاحب مالک مطبع رفاہ عام سٹیم پریس کی گرفتاری اور مطبع کی تلاشی ہوئی۔ اور پریس کو پولیس نے گھیر لیا۔ تلاشی سے یہاں بھی بکثرت کاغذات دستیاب ہوئے۔ جنکو پولیس نے قبضہ میں کر لیا۔ اور شیخصاحب کو موٹر پر سوار کر کے کوتوالی پہنچایا گیا ۔

شیخ صاحب کے ہاں مولوی ابراہیم سندھی اور مولوی نذیر احمد طالب علم اور نیشل کالج ٹھیرے ہوئے تھے پولیس نے انکو اور وہاں کی مسجد کے امام کو بھی زیر حراست کر کے تھانہ انارکلی میں پہنچا دیا۔

شیخصاحب کے داماد سید دلاور شاہ صاحب کی متصل مسجد چینیاں خانہ تلاشی کے لئے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تین انسپکٹر پولیس اور ایک جماعت خفیہ پولیس کے ساتھ پہنچ گئے۔ مگر تلاشی سے کچھ دستیاب نہ ہوا ۔

پولیس نے نظارۃ المعارف قرآنیہ دہلی کے دفتر کی تلاشی لیکر مولوی محمد علی ناظم کو گرفتار کر لیا ۔

مولوی حکیم فضل الرحمن صاحب پروفیسر نظارۃ المعارف قرآنیہ دہلی کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے ۔

ڈھاکہ میں ۲۳ مکانات کی تلاشی ایکٹ ڈیفنس کی گئی اور ۱۸ اشخاص کو جنمیں سے اکثر طالب علم اور باقی مدرس، وکلاء اور کلرک ہیں۔ گرفتار کر لیا گیا ۔

حکیم محمد احمد خان خلف حاذق الملک حکیم محمد عبد المجید خان صاحب بہادر کو گورنمنٹ دہلی نے یہ حکم دیا ہے کہ حدود دہلی سے باہر نہ جائے۔ بنائے نظر بندی یہ بیان کیجاتی ہے کہ حکیم صاحب سفیر کابل کے ہمراہ کسی سردار کے علاج کے لئے گئے تھے ۔

جنگ کی خبریں

پیرس سالجیریا۔ مراکو اور طونس سے ۶۵ حاجیان بیت اللہ کو جو مکہ معظمہ جا رہے ہیں۔ فرانسیسی جہازوں میں بندر سعید پہنچے ہیں۔ نیز ایک اسلامی وفد بھی فرانسیسی گورنمنٹ نے شریف مکہ کی خدمت میں تحائف پیش کرنے اور اماکن مقدسہ کی کامل آزادی و سلامتی کی بحالی پر اظہار اطمینان کرنے کے لئے بھیجا ہے ایک کروز زر پر جدہ پہنچ گیا ہے ۔

پیرس کی سرکاری مراسلت مظہر ہے کہ ابتدا جولائی سے ۵۵۸۰۰ قیدی گرفتار کئے گئے ہیں۔ انمیں سے ۳۴۸۵ قیدی فرانسیسی سپاہ نے گرفتار کئے ہیں۔ آج شمال سوم میں معرکے ہوئے ہیں۔ اور ایک مستحکم مکان پر جو قرب کو میلز میں واقع ہے اچانک حملہ کیا گیا۔ اس مقام پر ایک سو جرمن مدافعین کی گرفتاری بھی عمل میں آئی ۔

کو میلز کے مشرق میں متعدد خندقوں پر قبضہ کیا گیا۔ اور ۴۰ قیدی گرفتار کئے گئے ۔

نامہ نگار رائٹر مقیم ہیڈ کوارٹر کی ۲۰ ماہ رواں کی اطلاع مظہر ہے کہ جرمنوں نے گذشتہ ۲۴ گھنٹے کے دوران میں بعض مقامات پر دوبارہ قابض ہونے کے لئے متعدد سنگین جوابی حملے کئے۔ غنیم کے حملوں کو عموماً پسپا کر دیا گیا۔ لیکن اسکے ایک دو حملے کامیاب ہو گئے ۔

پیرس کی مراسلت مظہر ہے کہ گذشتہ روز محاذ سوم پر ۵۶ ہوائی معرکے ہوئے جنمیں کہ دس متخاصم ہوائی جہازوں کو نیچے اترنے پر

انکی صحت کے لئے دعا فرماویں ۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء

امن کا شہزادہ
اور
پنڈت دیانند صاحب
(نمبر سوم)

اگر یہ بات درست اور ضرور درست ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ تو یہ بھی بالکل درست ہے کہ ایک مصلح ایک راہنما ایک ہادی اپنے پیرؤوں اپنے معتقدوں اور اپنے عقیدت شعاروں کے ذریعہ شناخت کیا جا سکتا ہے۔ آئیے۔ اس معیار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آریہ سماج کے بانی کو دیکھیں ؎

گذشتہ پرچہ میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے متعلق بطور اشارہ ہم کسی قدر بتا چکے ہیں۔ اور آپ کے مقابلہ میں پنڈت دیانند صاحب کی تعلیم کو بھی پیش کر چکے ہیں۔ آج کی صحبت میں ہمیں یہ دکھانا منظور ہے کہ ان دونوں تعلیموں نے اپنے عاملین پر کیا اثر ڈالا۔ اور اسکے عمل نے کیا نتیجہ پیدا کیا۔ تا یہ حقیقت آشکارا ہو جائے کہ کونسی تعلیم ایسی ہے جو امن کے قائم رکھنے صلح اور آشتی کے پھیلانے محبت اور الفت کے پیدا کرنے کا موجب ہے۔ اور کونسی تعلیم ایسی ہے جو ان سب باتوں کے لئے زہر قاتل ہے ؎

ہمیں اسکے لئے کسی دور کے زمانہ میں جانے کی ضرورت نہیں ہم بہت قریب کے زمانہ سے اس کا پتہ لگا سکتے ہیں ؎

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی عمر نصف صدی کے قریب ہو چکی ہے۔ اس عرصہ میں جس قدر صلح و آشتی آرام اور اطمینان کے ساتھ اس نے اپنا کام کیا ہے وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ جسکے لئے گورنمنٹ انگلشیہ کا اعتماد اور خوشی ایک ایسا سرٹیفکیٹ ہے جسکے مقابلہ میں اور کوئی دلیل پیش کرنا عبث ہے۔ اور ہم نہایت خوشی اور فرحت سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کی وفاداری اور اطاعت شعاری اور امن پسندی سے گورنمنٹ برطانیہ خوب واقف ہے۔ اور ہماری طرز تبلیغ سے بھی خوب آگاہ ہے۔ اسلئے ہمیں اپنی محسن گورنمنٹ پر کامل بھروسہ اور اطمینان ہے کہ ہم الطاف خسروانہ سے بیش از بیش بہرہ اندوز ہوتے رہینگے ؎

خدا کے فضل اور اسی کی توفیق سے ہمارے مبلغ اس وقت تک پنجاب اور ہندوستان کے ہر ایک بڑے شہر میں کئی کئی بار لیکچر دے چکے ہیں۔ اور دیتے رہتے ہیں۔ کئی ایک شہروں میں ہمارے مستقل مبلغ موجود ہیں جو ہفتہ وار وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن آج تک کوئی ایک موقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا۔ کہ گورنمنٹ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے افسر کو بھی شکایت کا موقعہ ہاتھ لگا ہو کیوں؟ اسلئے کہ ہمارے مبلغ کسی کا دل دکھانے کے لئے کسی کو بے جا رنج پہنچانے کے لئے۔ کسی پر ناروا حملے کرنے کے لئے کسی کے دینی پیشواؤں کی ہتک کرنے کے لئے لیکچر نہیں دیتے۔ اور نہ ہی انکے پیش نظر سیاسی مسائل ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں اور فضیلتوں کو پیش کر کے صلح و آشتی۔ محبت و الفت۔ عقیدت اور وفاداری کا سبق پڑھاتے ہیں۔ پھر ہماری طرف سے کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ اخباریں اور رسالے نکلتے ہیں۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اشتہار چھاپے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے پیش نظر اسلام کی تعلیم اور امن کے شہزادہ کا نمونہ ہوتا ہے۔ اسلئے سچائی اور معقولیت کا لحاظ رکھنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ بھی اعتماد رکھتی ہے۔ پھر ہمارے مبلغ دور دراز ملکوں میں تبلیغ کا حق ادا کرتے پھرتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے کامیابی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اور اپنی وفاداری اور امن پسندی کے باعث کئی ایک سہولتیں انہیں بہم پہنچ رہی ہیں۔ کیا یہ سب کچھ اس بات کا ثبوت نہیں کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے ایک امن پسند اور امن پھیلانے والی جماعت ہے۔ اور بدامنی سے کوسوں بھاگتی اور امن شکنی کو نمک حرامی خیال کرتی ہے ؎

یہ ایسے واقعات ہیں کہ جن سے انکار کرنے کی ہمارے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اور یہ سب کچھ اس برگزیدۂ خدا کے طفیل سے ہے۔ جس کا ایک نام امن کا شہزادہ بھی ہے۔ اور جسکی اتباع ہم اپنا فرض دینی سمجھتے ہیں ؎

اب ذرا آریہ صاحبان کو بھی دیکھیں۔ کیا بقول گورنمنٹ ممالک متحدہ یہ درست اور صحیح نہیں ہے کہ "آریہ سماج کی طرف سے متعدد کتب تعلیمی سوشیل و مذہبی مضامین کے متعلق شائع ہوئی ہیں جنمیں اصلاح کے لئے سنجیدگی کے ساتھ کوشش کی گئی۔ لیکن انکی کتب مناظرہ میں درشت کلامی کرنے میں کوئی نمایاں کمی واقعہ نہیں ہوئی ہے جنمیں کہ مثل سابق سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا"۔ گورنمنٹ کے ذرائع معلومات ہم سے زیادہ وسیع ہیں۔ اور اسکی ذمہ داریاں اسے مجبور کرتی ہیں کہ وہ ہر ایک بات کی تہ تک پہنچنے کے اسباب مہیا کرے۔ اسلئے یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ اس نے آریہ سماج کے متعلق جو رائے ظاہر کی ہے وہ سطحی تحقیقات پر مبنی ہے۔ یا کوئی اور وجہ اس کا باعث ہوئی ہے لیکن افسوس ہے کہ مسافر آگرہ نے اسے "نامناسب و ناانصافانہ ریمارکس" کہنے سے دریغ نہیں کیا۔ اس میں شک نہیں کہ گورنمنٹ بھی غلطی کر سکتی ہے۔ لیکن ایک ایسی صاف اور ثابت شدہ بات کو گورنمنٹ کے ظاہر کر دینے سے اسکی نسبت ایسا کہنا ایک ناروا جرأت اور بیجا دلیری ہے جو صرف آریہ مسافر کا ہی حصہ ہو سکتی ہے ۔

جیسا کہ ہم پہلے اعتراف کر آئے ہیں گورنمنٹ کے ذرائع معلومات ہم سے زیادہ وسیع اور بڑھے ہوئے ہیں۔ اسلئے اس نے آریہ سماج کے متعلق جو رائے ظاہر کی ہے وہ خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور بلا خوف و تردد کہا جا سکتا ہے کہ وہ واقعات اور شواہد کی مضبوط چٹان پر واقعہ ہے لیکن جہاں تک اس رائے کا ہم سے موٹے موٹے امور سے تعلق ہے ہم اسکی تائید میں چند ایک واقعات درج کرتے ہیں ؎

آریہ صاحبان مذہبی میدان میں کیا تقریر سے اور کیا تحریر سے جو رنگ ڈھنگ اختیار کرتے ہیں اسکے صرف گذشتہ اور موجودہ سال کے چند ایک واقعات

پر نظر ڈالنی چاہیئے - پہلا واقعہ تو یہ ہے - کہ ایک مہاشہ بنام دھرم ویر نے جو مسافر آگرہ مشن کی خاص تربیت اور تعلیم کا نمونہ ہے - آریہ سماج کوٹ کے جلسہ پر ایسے درشت الفاظ میں لیکچر دیا - کہ بلوہ تک نوبت پہنچ گئی - کئی ایک لوگوں کو زخم آئے - مدت تک مقدمہ چلتا رہا - کئی ایک شخص جیل میں بھیجے گئے - مہاشہ موصوف کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ٹی نے ایک سال قید سخت - پانچ سو روپیہ جرمانہ پانچ پانچ سو کے مچلکے و ضمانت کی سزا دی - اس کے متعلق آریہ سماج کی طرف سے اپیل ہوئی - تو گورنمنٹ کی طرف سے بھی اپیل داخل ہو گئی - جسکے متعلق مسافر آگرہ کو لکھنا پڑا کہ "جہاں تک قانون پیشہ اصحاب سے معلوم ہو سکا ہے - اس سے پہلے ایسا بہت کم ہوا ہے - کہ ملزم کی طرف سے نگرانی داخل ہونے کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے بھی سزا بڑھوانے کے لئے نگرانی داخل ہو - کیونکہ ایسے ملزم ہی کی نگرانی پر ہائیکورٹ کو سزا بڑھانے یا کم کرنے کا اختیار ہوتا ہے"

۲۸ جنوری ۱۹۱۶ء

اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ مہاشہ موصوف نے کیسے سخت اور درشت الفاظ میں لیکچر دیا ہو گا -

پھر مسافر مشن کے ایک مشہور لیکچرار دھرم دیو جی ہیں جنہوں نے آریہ مسافر ودیالہ (مسافر آگرہ کا قائم کردہ سکول) میں تعلیم پائی ہے - یہ بھی آزادی اور سخت کلامی میں خاص شہرت رکھتے ہیں - انکی یہ خصوصیت تو یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ بعض آریہ سماج والوں کی طرف سے انکے لیکچروں میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے - چنانچہ آریہ سماج لاہور کے جلسہ پر جب مہاشہ موصوف لیکچر دینے کے لئے کھڑے ہوئے - اور ایک حدیث کے متعلق نامناسب الفاظ میں حاشیہ آرائی شروع کر دی - تو چند ہی منٹ میں آپکو بٹھا دیا گیا - اور لیکچر نہ ہونے دیا ؂

(۳) آریہ سماج کے ایک لیکچرار منشی رام کرشن کو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت گورنمنٹ نے نظر بند کر دیا ؂

(۴) ماسٹر روڑی رام اور بشمبر دت کو "خالصہ پنتھ کی حقیقت" کتاب کے شائع کرنے کی وجہ سے ریاست پٹیالہ نے ایک ایک سال قید سخت کی سزا دی - جو اپیل کرنے پر چھ چھ ماہ رہ گئی - اور بعد از قید انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ نے حکم دیدیا کہ وہ بلا اجازت اپنی جائے سکونت سے باہر قدم نہ رکھیں ؂

یہ بہت ہی قریبی واقعات ہیں - ان سے اندازہ لگا لو کہ آریہ سماج کے متعلق کیا رائے ہونی چاہیئے ؂

ہمنے حضرت مسیح موعود کے پیرووں کی عملی حالت اور پنڈت دیانند صاحب کے معتقدین کی عملی حالت کو پیش کر دیا ہے - اہل نظر اصحاب ہمارے اس کلیہ کو پیش نظر رکھ کر جو ہم نے ابتدا میں بیان کر دیا ہے - خود فیصلہ کر لیں ؂

چودہویں صدی کا عظیم الشان انسان

پیغام ۱۹ ستمبر میں اس عنوان سے ایک مضمون چھپا ہے جسکو پڑھ کر ایڈیٹر پیغام کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ کیوں اس نے ایک ایسے مضمون کے لئے قلم اٹھایا جس سے نہ صرف اس کا بلکہ اسکے قبیلہ کے ناؤں کا بھی دل متفق نہیں - یہی وجہ ہے کہ اس چھوٹے سے مضمون کی بسم صرف تمہیدی کہا جا سکتا ہے ابتدا کچھ ہے اور انتہا کچھ - اور اول و آخر ایک دوسرے کے ضد اور نقیض - ابتدا میں تو لکھا ہے کہ :-

"میں اب کوئی ضرورت اسبات کی باقی نہ رہی کہ آئندہ نبیوں کا دورہ و تسلسل ویسے ہی قائم رہے - اور خواہ مخواہ بے ضرورت نبی مبعوث ہوتے رہیں کیونکہ نبوت کی غرض و غایت اب ختم ہو چکی تھی - اور خدا تعالے کے آخری قانون نے کسی نئے احکام الٰہی کی ضرورت باقی نہ چھوڑی تھی"

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس بدبخت لکھنے والے کے نزدیک نبوت کا دروازہ ایسا بند ہو چکا ہے کہ اب قیامت تک کبھی نہیں کھلیگا - اور یہ درجہ اور فضیلت اب کسی انسان کو خواہ وہ خدا تعالے کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کتنا ہی اعلےٰ درجہ کیوں نہ حاصل کر لے - ہرگز ہرگز نہیں مل سکیگی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے کے لوگ تو اس مرتبہ کو پا سکتے تھے - لیکن آپ کے آنے کا دنیا کو یہ فائدہ ہوا کہ یہ مرتبہ ہمیشہ کے لئے اڑا دیا گیا - بیشک وہ لوگ بھی بدبخت اور بدقسمت ہیں - جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے - لیکن ایسا انسان ان سے بھی بڑھ کر بدبخت ہے جو یہ خیال رکھتا - اور پھر اسکی اشاعت کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر نبوت کے دروازہ پر جو آپ سے پہلے کھلا ہوا تھا - قفل لگا دیا ہے - اور نبوت کے مرتبہ کو جو آپ سے پہلے حاصل ہوتا تھا - اڑا دیا ہے - آپ کی شان مبارک پر جو رحمۃ اللعالمین تھی یہ ایک نہایت ناپاک حملہ ہے - خیر اس وقت میں اسبات کو یہیں چھوڑتا ہوا اصل بات کیطرف آتا ہوں

مندرجہ بالا عبارت جو میں نے پیام سے نقل کی ہے اسکو مد نظر رکھ کر مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیئے - وہی لکھنے والا اسی مضمون کے آخر میں لکھتا ہے :-

مگر نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے ٹل نہیں سکتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ بلکہ اپنی جملہ مخلوق کو اس کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دے سکتا ہے - اس نے اپنا ایک خاص بندہ اس وقت بھی ہم میں مبعوث فرمایا اور اپنے زبردست نشانوں اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کیا - وہ آیا بھی - اور اپنا پیغام ہمیں دیکر چلا بھی گیا - لیکن افسوس کہ تم اس مستی کے نشہ میں کچھ ایسے مدہوش رہے کہ اسکے پیغام حق و صداقت کی گونج تمہارے دل و دماغ پر اثر انداز نہ ہوئی - جب اس نے تمہیں پکڑ پکڑ کر ہلایا - اور اس نشہ سے ہوش میں لانا چاہا تو تم کروٹیں ہی بدل بدل کر رہ گئے - اس پر تمسخر و استہزاء کرنا شروع کر دیا - یاحسرۃ علے العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت قرآنی حضرت مسیح موعود کو نہ ماننے والوں پر چسپاں کیگئی ہے - اور جب انہیں اس آیت کا مصداق بنایا گیا ہے - تو ضرور ہے - کہ حضرت مسیح موعود خدا کے رسول ہوں - اور ایسے ہی اور اسی شان کے رسول ہوں کہ جس شان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہوتے آئے ہیں - کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے - ہائے افسوس ان لوگوں پر کہ انکے پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس سے انہوں نے استہزا نہ کیا ہو - اب جبکہ حضرت مسیح موعود کے مخالفین کو یہی کہا جائیگا تو ضرور ہے کہ آپ بھی رسول ہوں - لیکن کسقدر تعجب کی بات ہے کہ پیغامی ایک طرف تو حضرت مسیح موعود کی رسالت کے منکر ہیں - اور آپ کو صرف مجدد کہتے ہیں - اور دوسری طرف قرآن کریم کی یہ آیت بھی چسپاں کرتے ہیں - اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا چونکہ پہلا عقیدہ وہی تھا جو ہمارا ہے کہ حضرت مسیح موعود خدا تعالے کے

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سے خطاب

سید صاحب! ہداکم اللہ - السلام علیکم -

۲۹ - اگست کے پیغام میں آپکا ایک مضمون بطور افتتاحیہ شائع ہوا ہے - مینے اس مضمون کو نہایت افسوس اور رنج سے پڑھا ہے - اس لئے کہ آپ ع

ایسے کچھ بگڑے کہ اب بننا نظر آتا نہیں

کے مصداق ہو چکے ہیں - اور خاندان مسیح موعود سے دیرینہ عناد آپ کو دشمنان خلافت اور عدوان اہل بیت سے بھی ایک قدم آگے لیجا رہا ہے - آپکے مضمون میں جو کچھ ہے - وہ ان ادعائے باطلہ کا اعادہ ہے - جو آپ کی غلطی خوردہ جماعت ایک مدت سے پیش کر رہی ہے - اور جنکا اللہ تعالےٰ کے فضل سے بارہا شافی جواب دیا جاچکا ہے - البتہ ایک بات ہے - جو اگرچہ بالکل نئی تو نہیں - مگر پہلے کی نسبت وسیع پیمانہ پر ہے - اور وہ آپ کی **گالیاں** ہیں *

جن کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے - کہ آپنے صرف صفحہ ۳ - کالم ۲ میں ہمارے امام کو چھ دفعہ نادان کے نام سے مخاطب کیا ہے - اور بار بار نادان جماعت کہنے کے علاوہ اسی ایک کالم میں آپنے ذیل کے فقرات لکھے ہیں -

(۱) "میاں صاحب کا یہ حکم ...... کیا منافقت سکھلانا اور منافقت کا سبق دینا نہیں" -

(۲) "وہ جماعت جو جھوٹ بولنا - اتہام لگانا - جاسوسی کرنا اپنا شعار کرے - جن کے چہروں سے بغض ٹپک پڑے - جو حسد مجسم ہوں" -

مینے آپکے ۵ ½ کالموں میں سے صرف ایک کالم سے چند ایک مثالیں پیش کی ہیں - ورنہ آپ کا تمام مضمون سب و شتم سے پُر اور غیر مہذبانہ زبان میں لکھا ہوا ہے - آپ کی گالیوں اور خلاف تہذیب رویہ کے لئے جماعت احمدیہ پیارے آقا مسیح موعود کے کلام پر عمل کرے گی - اور حضرت کے ارشاد سے

آے مرے پیارے شکر و صبر کی عادت کرد
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار

کو عمل میں لائیگی - اور یہی چاہیئے - مگر

سید صاحب! آپ فرمائیں - کہ جماعت احمدیہ نادان کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ وہ خلافت کے قائل ہیں اور واجب الاطاعت امام کے ماتحت رہ کر اٰخرین منھم لما یلحقو بھم کے حقیقی مصداق ہیں -

جناب من! اگر خلافت کا قائل ہونا نادانی ہے - تو آپ بظاہر چھ سال تک اس نادانی سے نہیں بچ سکے - اور اگر آپ کو یاد نہ ہو - تو سنئے - میں یاد دلاتا ہوں - کہ آپنے اپنے گھر میں بیٹھ کر اور اپنے مولا یعنی ڈوری باف مرحوم کے کسی خواب کا ذکر کرتے ہوئے راقم الحروف سے کہا تھا - کہ اس کی تعبیر تو یہ ہے کہ

" آئندہ خلیفہ مولوی محمد علی صاحب ہوں گے"

پس مہربان! ع کیوں بنتے ہو نادان کے دانا ہو کر

ڈاکٹر صاحب! نادانی وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو بلکہ نادانی کی ایک مثال ذیل میں دیجاتی ہے - آپ مضمون محولہ بالا میں لکھتے ہیں -

" حضرت مرزا صاحب نبی نہیں - اور ہرگز نہیں مدعی نبوت ...... کاذب و کافر ہے" *

اس کے برخلاف آپنے پیغام میں اعلان کیا تھا - کہ

" حضرت مسیح موعود نبی ہیں - رسول ہیں - اس زمانہ کے نجات دہندہ ہیں" *

اور حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں -

" چند روز ہوئے - کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے - وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے - اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا - حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرماتے ہیں -

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے * من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را * بر کلامے کہ شد بر او القا

واں یقین کلیم بر تورات * واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین * ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
لیک آئینہ ام زرب غنی * از پئے صورت مہر مدنی

اور ایسا ہی ایک جگہ نہیں بلکہ اکثر جگہ اپنا نام نبی رکھتے ہیں *

اب کون ہے - جو آپ کی سابقہ تحریر اور خدا کے مسیح کے کلام کا ملاحظہ کرنے کے بعد آپ کی حالت پر افسوس نہ کرے اور آپ کو اس لقب کا مستحق قرار نہ دے - جسے آپ نے فراخدلی سے ہماری جماعت کی نسبت استعمال کیا ہے کیا آپ ہی حضرت مسیح موعود کی اس تحریر کے مصداق ہیں جس میں حضرت فرماتے ہیں -

" بعض صاحب جو ہمارے دعوےٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں - جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا - خدا تعالےٰ نے ...... اسقدر نشان دکھلائے ہیں - کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ...... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں - وہ نہیں مانتے - اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کر دیتے ہیں" *

پھر آپنے ہماری جماعت کو منافقین کی جماعت کہا ہے - اور وہ محض اس لئے کہ ہم بعض باتوں میں خلفاء سے اختلاف عقائد رکھ لینا ناجائز نہیں سمجھتے - ڈاکٹر صاحب! اگر آپکا فتوےٰ صحیح ہو - تو آپ اپنے امیر صاحب سے پوچھ لیجئے - کہ کیا انھوں نے مجھ سے ذیل کے الفاظ نہیں فرمائے تھے -

" مجھے مسئلہ خلافت میں مولوی صاحب (خلیفہ اولؓ) سے اختلاف تھا - مینے اُن کے سامنے کھول کر بیان کر دیا - مگر انھوں نے مجھے اس کے اظہار سے روکدیا" *

اب آپ جو چاہیں - ہمارا نام رکھیں - مگر اس امر کا ضرور خیال کر لیں - کہ محولہ بالا الفاظ مولوی محمد علی صاحب کے ہیں - اور وہ ہرگز ان سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے *

اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ منافق کون ہوتا ہے۔ اور نفاق کسے کہتے ہیں۔ آپنے منافقت اور نفاق کے غلط معنے سمجھے ہیں۔ صحیح معنے وہ ہیں۔ جو ذیل کی مثال پیش کرتی ہے آپنے راقم الحروف سے اپنے دار النجوٰی میں یا کہیں سیر کے وقت بیان فرمایا۔ کہ "مسجد مبارک کی چھت سے (جہاں آپ لوگوں نے رو رو کر بیعت توبہ کی تھی) اُتر کر مولوی محمد علی نے کہا۔ کہ مجھے ذلیل کیا گیا۔ میں استعفا دیتا ہوں۔ اسپر ہم سب (سرغنہ ہائے غیر مبائعین) نے کہا ہم آپکے ساتھ ہیں۔ جب عملی مخالفت ہوگی۔ تو دیکھا جائے گا"۔

اور آپ کی اپنی مخالفت کا یہ حال تھا۔ اور آپ بالفاظ مولوی محمد علی صاحب اسقدر سخت تھے۔ کہ حضرت خلیفہ اول قریب تھا۔ کہ آپ کو جماعت سے خارج کر دیتے۔ پس منافقت اسکو کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو مطاع مان کر اُس کے خلاف چلا جائے۔ اُس کے خلاف منصوبے کیئے جائیں۔ اور

سید صاحب! میں کیا کہوں۔ آپ کا ضمیر جانتا ہے میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں۔ کہ خلافت احمدیہ کے پہلے صفحہ پر ذیل کے الفاظ حضرت خلیفہ اول نے اپنی قلم سے لکھے تھے۔

"پیغام نے ہم کو پیغام جنگ دیا۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا پھوڑ دیا"۔

پھر الفضل کی وہ عبارت جسمیں آپ لوگوں کی بعض کرتوتوں کی طرف اشارہ کرکے آپ کو "منافق" کے نام سے یاد کیا گیا تھا۔ اور جسپر آپ کو پیغام میں اپنے صحیح عقاید شائع کرنے پڑے تھے۔ دراصل حضرت خلیفہ اول رض (آپکے سلسلہ مہدی اور مسیح موعود کے ساتھ بعض حرکت کی سی مشابہت رکھنے والے) علامہ نورالدین کے قلم سے لکھے ہوئے تھے۔ اگر آپ کو شبہ ہو۔ تو آپ ڈاکٹر محمد شریف صاحب اسسٹنٹ سرجن سرگودہا سے (جنہوں نے تاحال حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت بھی نہیں کی) دریافت کر لیں۔

پس ہم بفضل خدا نہ نادان نہ منافق اور آپ "قصور اپنا نکل آیا" کے مصداق۔

ہاں آپنے ہماری جماعت کو جھوٹ بولنے۔ اتہام لگانے۔ جاسوسی کرنے والی۔ اور بغض و حسد سے بھری ہوئی جماعت قرار دیا ہے۔ اس کے جواب میں میں ایک تو صرف یہی کہنا ایک جواب سمجھتا ہوں۔ کہ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

شاہ صاحب! سنو۔ بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی۔ اگر آپ اس فہرست دشنام میں چالاک دغاباز۔ خائن۔ مکار کے الفاظ بھی بڑھا دیتے۔ تو یقیناً خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب آپ کی داد دیتے۔

اگر ہمارا یہ کہنا۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اکثر جگہ دہوکے اور فریب سے کام لیا ہے۔ جھوٹ ہے۔ اور اگر ہمارا یہ کہنا کہ مولوی محمد علی صاحب نے انجمن کا ترجمہ چرانے اور کئی ہزار کی کتابوں کے کھا جانے میں خیانت سے کام لیا ہے۔ اتہام ہے۔ اور اگر ہمارا یہ لکھنا کہ خواجہ کمال الدین نے منن الرحمن کے تمام دلائل کو اپنی کتاب ام الالسنہ میں نقل کرکے اور غیر احمدیوں کا منہ بند کرنے کی خاطر ایک ضمیمہ علیحدہ شائع کرکے جو اصل کتاب کے ساتھ نہیں ملایا گیا۔ محسن کشی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور مسیح موعود کے نام کی جگہ کمال چالاکی سے اپنا نام لکھا ہے۔ حسد پر محمول ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہمارا یہ اظہار خیال کہ محمد علی صاحب کا کانپور کے معاملہ میں حصہ لینا اور خواجہ صاحب کا ولایت میں کھلی چٹھیاں لکھنا نیز ظفر علی و قدوائی جیسے لوگوں کو اپنا امام بنانا حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پالیسی کے خلاف ہے۔ جاسوسی ہے۔ تو لاریب ہم تمام الزامات کے مورد اور ہر بات کو اپنے اوپر لینے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے یہ کہا۔ لکھا۔ اور ظاہر کیا۔ اور آئندہ بھی کریں گے۔

سنو! خواجہ کمال الدین جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اگر کہو۔ تو ہم شائع کر دیں۔ اور خواجہ و اُس کے ہم نواؤں نے چند پیسوں کے بدلے مسیح کے حواریوں کا نمونہ دکھایا ہے۔ اور اپنے آقا کے نام کو فروخت کر دیا۔ اور چودھری فتح محمد صاحب سے کہا۔ اگر تم احمدیت کا ذکر کرو گے۔ تو پھر تم میرے ساتھ ایک چھت کے نیچے بیٹھ کر کام نہیں کر سکتے"۔ پھر چودھری صاحب کو مسجد ووکنگ سے اور قاضی عبد اللہ صاحب کو لنڈن میں نماز کی جگہ سے روک کر من اظلم ممن منع مساجد اللہ کے رو سے اپنے آپ کو ظالم کے خطاب کا مستحق بنا لیا ہے۔ پس شاہ صاحب! اگر مولوی محمد علی صاحب کا قرآن چرانا اور انجمن کی کتابوں کا غصب کرنا اور خواجہ و صدرالدین صاحبان کا خلاف اسلام۔ خلاف احمدیت کام کرنا اتہام ہیں۔ تو پھر آپ ان کا کچھ اور نام رکھ دیں۔

اگر ضرورت ہوئی۔ تو ہم آپکے جھوٹ اور اتہام و حسد کا راز طشت از بام کر دیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور غیر احمدی پبلک خوب جان لیگی۔ کہ خواجہ کیا کر رہا ہے۔ اور ووکنگ کا صحن جہاں مرد و عورتوں کا مارے ہجوم کے کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ کسطرح سچے اسلام کی تبلیغ میں کانٹے بچھانے والی جماعت کا میدان کمپ بن رہا ہے۔

اس وقت میں آپ کی خدمت میں صرف ایک امر پیش کرتا ہوں۔ اور آپ کی توجہ اس طرف منعطف کراتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ آپ ہم کو جاسوسی کا ملزم تو قرار دیتے ہیں۔ مگر آپ فرمائیں۔ وہ کونسی باتیں ہیں۔ جن کا گورنمنٹ عالیہ کے پاس پہونچانا آپکے لئے موجب تکلیف ہو سکتا ہے۔ کیا دال میں کچھ کالا کالا ہے؟

میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم جاسوس نہیں۔ اور نہ جاسوسی کرنا ہم نے اپنا شعار بنایا ہے۔ البتہ ہم یہ ضرور یقین رکھتے ہیں۔ کہ مسیح موعود خدا کا رسول اور پاکباز انسان تھا۔ وہ نفاق سے گورنمنٹ کی خوشامد نہ کرتا تھا۔ اُس نے جو کچھ کہا۔ دل سے کہا۔ اور جو دعا کی دل سے کی۔ اور جب فرمایا۔ کہ

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
اُسکی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

تو دل سے فرمایا۔ اخلاص سے کہا۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پالیسی کا اظہار کیا۔

ہم نے اور ہمارے امام نے دیکھا۔ کہ آپ کا اخبار

"اسی درستی" پیغام صلح مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف چل رہا ہے آپ کا مسلم انڈیا احمد کی مقرر کردہ پالیسی کی ضد پر عمل پیرا ہو رہا ہے۔ پس ہم نے اظہار ناراضی کیا۔ اور صاف کہدیا۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ صاحبان پیغام صلح در مسلم انڈیا کے رویہ کا ذمہ دار نہیں۔ یہی ہماری جاسوسی ہے۔ اس سے آپ چاہیں تو ہمیں جاسوس قرار دیں۔ چاہے خیر خواہ سمجھیں ۔

سنو شاہ صاحب ظفر علی آپ کا دوست اور آپکے خواجہ کا امام "زمیندار" آپ کی مدد کے لئے آپ کا شکر گذار۔ زمیندار کے بعد اُس کا قائم مقام "العصر" آپکے ہاتھوں میں ہو۔ اور آپکے پیغام میں سلطان روم کا نام خلیفۃ المسلمین لکھا جائے۔ اور وہ نظم فارسی جو ظفر علی نے سلطان روم کے سامنے پڑھی تھی وہ تمہارے پیغام میں شوق سے درج ہو۔ زمیندار کے متعلق تمام نوٹس بقول پیسہ اخبار اُس کے چھوٹے بھائی "پیغام صلح" کے کالموں کی زینت ہوں۔ شاہزادہ عزالدین بھرو پیئے انور یا تمہارے خالد ثانی کے ہاتھوں مارا جائے۔ اور پیغام کے صفحات میں اُس کے مذہبی خیالات کی آڑ لیکر اس کے مجرمانہ قتل کو جائز قرار دیا جاوے ۔

دو انگریز ایک وقت میں سلمان ہوں۔ تو اُن کے نام جدید فتح و نصر الدین رکھے جاویں۔ بتاؤ یہ امور کیا ہیں آپ کی اپنی ہی حرکات ہیں۔ جو آپ کو جاسوسی کا شبہ ڈالتی ہیں۔ واللہ آپ کیا اور آپ کی ہستی کیا۔ اور ہمیں جاسوسی کی ضرورت کیا۔

ہم اپنا دینی فرض سمجھتے ہیں کہ سلطنت برطانیہ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔ اور جہاں تک ہوسکے خیر خواہی سرکار کے خیالات کی اشاعت کریں۔ ہمارے اخبارات اور ہمارے واعظین احمد کی تعلیم کے موافق اسپر عمل کرتے ہیں۔ مگر کیا آپ میں جرأت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے اپنے خلیفۃ المسلمین سلطان روم کے خلاف وہ الفاظ شائع کردیں۔ جو ہم نے لکھے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر تم اور ظفر علی خان کے ہم نوا ایک ہو۔ ہمپر جاسوسی کا الزام ایک افتراء ہے ۔

شاہ صاحب! جب پیغام نکلا تھا۔ تو بوجہ اس کے کہ اسمیں تھوڑا سا پولیٹیکل رنگ بھی تھا۔ مینے تجویز کیا۔ کہ

"تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام"

والا شعر اس کے صفحہ اول پر لکھا جائے۔ مگر آپ لوگوں نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ خدا آپ کو توفیق دے۔ کہ اب بھی تعلیم احمد سے بے وفائی چھوڑ دیں۔ یزید کے نقش قدم پر نہ چلیں۔ بغض و نفاق و بغاوت کی راہوں کو چھوڑ دیں۔ خدا آپ کو ہدایت دے ۔

آپ کا خیر خواہ تیر

وہ دیکھو احمدی بنکر یا شمر لعین آیا

(الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

لاہور سے شائع ہونے والے زمیندار کے چھوٹے بھائی حضرت خلیفۃ اول رض کے الفاظ میں "پیغام جنگ" کہلانے والے اخبار نے اپنی ۳ ستمبر کی اشاعت میں افتتاحیہ کے طور پر کسی شخص مصطفیٰ خان نام کا ایک مضمون شائع کیا ہے۔

چونکہ حضرت خلیفہ ثانی کے حضور حاضر ہونے آپ کی پُر روحانیت مجالس میں بیٹھنے سے آپکے قلب صافی کی پاک کیفیات سے بہرہ اندوز ہونے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ اس لئے مجھے حسن ظن تھا۔ کہ جسطرح سخت تحریروں کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔ اسی طرح شاید اکابر غیر مبائعین بھی ناپسند کرتے ہوں گے۔ مگر مرہم عیسیٰ صاحب کا جو ہزینۃ المسیح میں بہ نیت فساد آنا ہؤا۔ تو مینے اُن سے پوچھا۔ کہ اس مضمون کو آپکے ہاں کس نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کے واعظ خاص الخاص نے فرمایا۔ "اس مضمون کے راقم نے تمہاری قلمیں توڑ ڈالی ہیں"۔ غرض بہت تعریف کی۔ اور بتا دیا۔ کہ سرغنہ ہائے غیر مبائعین نے اس کو بنظر پسندیدگی دیکھا ہے۔ اسپر میرا ارادہ تھا۔ کہ اس پرغرور دماغ کی تنقیہ کی فکر کروں۔ مگر خدا جزائے خیر دے۔ ایڈیٹر الفضل کو کہ انہوں نے خمیس الحسن [illegible]

ملکہ کہ اس مریض کو ایک ایسا نسخہ پلا دیا ہے۔ کہ شاید اب "دگرشتہ" میں اُتر سے ہلائے دشمن کو حاجات ضروری کے انقضاء سے فراغت ہی نہ مل سکے ۔

تاہم میری خواہش ہے۔ کہ راوی کو فرات اور لاہور کو کربلا بنانے والے نئے یزیدیوں کے شمر کو مخاطب کرنے کے لئے کوئی ایسے بزرگ اپنے اشہب قلم کو ایڑ لگائیں جنہیں ادب میں خاص دسترس ہو اور ایسے چھوکروں کو ادب سکھا سکیں۔ اور اس غرض کے لئے مصرعہ زیر عنوان کو مصرعہ طرح سمجھیں ۔

یہاں پر یہ عرض کر دینا بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ یہ چھ لاہور میں ایک...... نئی ذات شریف ہیں ان کو دعوٰے ہے۔ کہ وہ اردو جانتے ہیں۔ اور ان کی تحریر سے ثابت بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ پیغام میں بذریعہ "خط" آنے سے قبل کسی رند یا سودا سے خط وکتابت کرتے رہے ہوں گے۔ مگر ابھی انہیں اس فن میں کسی اُستاد کی ضرورت ہے۔ مناسب تو تھا۔ کہ وہ واجد علی شاہ کے شہر میں جاکر کسی "مشتری" سے معاملہ کرتے۔ یا اس جگہ جاکر جہاں کوئی شیشے میں ہر روز لال پری اُترا کرتی تھی۔ کسی عامل کے زیر مشق رہتے۔

خیر یہ تو تھی اُن کی قابلیت و لیاقت۔ اسپر ایڈیٹر صاحب الفضل نے لکھا ہے۔ اور انشاء اللہ ایسا لکھیں گے۔ کہ میاں نہ صرف "لگا" کرویں گے۔ بلکہ "یاد" بھی کریں گے۔ وہ خود نپٹ لیں گے۔ مجھے تو صرف یہ چاہیئے۔ کہ

میرا مصرعہ طرح کسی قلم کو جنبش دے

غیر مبائع احباب سے التماس

سُنو اے غلطی خوردہ دوستو! سنو! ہم سُنتے تھے اور پڑھتے تھے۔ کہ یزید کے لشکر نے شہید مظلوم پر وار کئے ننھے اصغر پر تیر چلائے۔ اچھے اکبر کو نشانہ بنایا۔ مگر واللہ شک پیدا ہوتا۔ کہ کسطرح محمد کا کلمہ پڑھنے والوں نے اُس کی آل کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی۔ ہاں اُس جائے مجبوریہ قاتلانہ حملے کئے۔ [illegible] سے [illegible] کے اُترنے

کی جگہ سے مس ہوا۔ جو اُن کاندھوں پر سوار ہوا۔ جو "نبیالہ" کے رکھے جانے کی جگہ تھیں۔ جو اُن دعاؤں کا نتیجہ تھا جو فاطمۃ الزہرا خاتونِ جنت کے مقدس باپ نے اپنی قرۃ العین کے لیے کی تھیں۔ اور ہاں جو ان دعاؤں اور شفقتوں کے سایہ میں پرورش ہوا۔ جو حبیب کبریا کے دل سے نکلیں۔ اور جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے ظاہر ہوئی تھیں۔

پھر ہم حیران ہوتے تھے۔ کہ کسطرح اسلام کا نام لینے والوں نے اُس محبوب محمدؐ کی جان لی۔ جو سید السادات سے بھی دو ہادی کے ہر دو تعلق رکھتا تھا۔ اور ہم تعجب کرتے تھے۔ کہ کسطرح ابن ملجم نے اپنے ناپاک ہاتھوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے رفیق و داماد و ہمزاد بھائی پر دراز کیا۔ لیکن اب غیر مبائع لوگوں کے طرزِ عمل نے صاف ثابت کر دیا۔ کہ یزید پلید کے ہمراہ اسی قماش کے لوگ تھے۔ اور شہید کربلا کے قاتل اور اہل بیت مطہر پر تیر مارنے والے ایسے ہی برائے نام مسلمان تھے جیسے آجکل کیلیاں والی سڑک کے متصل گڑھے میں اترے ہوئے رہتے ہیں۔ اور چونکہ محمد رسول اللہ صلعم اپنی دوسری بعثت میں مسیح و مہدی ہر دو تھے۔ اس لئے خدا نے خلافت ثانیہ میں ہر دو رنگ پیدا کر کے دکھا دیا۔ کہ خلفائے محمدؐ پر تبرا کہنے والے اور اہل بیت سے نفار رکھنے والے اور پھر اسلام کے مدعی ایسے ہی لوگ ہو گئے ہیں۔ پس ہماری حیرت اب کافور ہے۔ ہمارا یقین اب حق الیقین ہے کہ رافضیوں اور خوارج نے جو مذموم حرکات کیں۔ وہی اسے غیر مبائع حضرات آپ کے سرغنے اور ان کے گماشتے کر رہے ہیں ✦

لوگو! کیا تم اس مسیح سے محبت رکھتے ہو۔ جو ایمان کو ثریا سے لایا؟ اور کیا تم کو اس پاکباز سے اُنس ہے؟ جس کی نسبت محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ یتزوج ویولد لہ۔ وہ بیوی کرے گا۔ اور اس کے بیٹا ہوگا پھر اگر تم میں غیرت تم میں پاس تم میں محبت تم میں احساس رفاقت ہے۔ تو اٹھو۔ حرؓ بن جاؤ۔ یزیدیوں سے قطع تعلق کر لو۔ اور بیکدم کہہ دو۔ کہ یہ امر ہماری برداشت سے باہر ہے۔ کہ ہم محمود کی نسبت بدزبانی سن سکیں اور اہل بیت پر تیر پھینکتے دیکھ کر خاموش رہیں۔

پیارو! دیکھو تمہاری آنکھوں کے سامنے جس امام کو مسیح موعود نے "محمود" کہا۔ اُسے "مذموم" کہا جاتا ہے۔ تمہارے سامنے اُس شخص کو جسکے لیے مسیح موعود نے دعائیں کیں۔ اُس کی آمین لکھی اُسے اپنا موعود بیٹا کہا۔ شیطان اور چڑیا گھر کا جانور عقل و تمیز سے عاری اور فاسق و فاجر اور خائن اور لسپر نوح کہا جاتا ہے۔

دوستو! غیرت حمیت۔ خوف خدا۔ عاقبت کا فکر! ادہ! آسمان کے نیچے یہ ظلم اور مسیح موعود کے مومن سلالۃ متقی و پارسا بیٹے پر اور ایک جماعت کے امام پر تیر اور اس بات کو نظر انداز کرنا کہ

جانتا ہے وار تیرا کس پہ پڑتا ہے عدو
کیا تجھے معلوم ہی کس کے جگر پارو نہیں ہوں
(کلام محمود)

غضب! کیا مسیح موعود نے اسی حالت کو دیکھ کر قبل از وقت نہیں کہا تھا۔

کربلا ئیست سیر ہر آنم ۔ صد حسین است در گریبانم

قلم بس! صبر۔ غیرت والوں کے لئے چند سطریں کافی ہیں "حر" کے لئے صرف اسقدر کافی ہے۔ کہ اُس کے کان میں حسین مظلوم کی آمد کی خبر پہونچ جائے۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اب وہ جو الفت احمدؐ کے مدعی ہیں۔ اور وہ جو یاد رکھتے ہیں۔ ع

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا

صبر نہیں کر سکیں گے۔ وہ حنیف ہو کر پیغام جنگ دینے والوں سے قطع تعلق کر لیں گے۔ اور یزیدی لشکر سے آئندہ تعلق نہ رکھیں گے۔ آہ! وہ شیخ رحمت اللہ کہاں ہے۔ جو مجھ سے کہتا تھا۔

"ماسٹر صاحب! آپ میاں صاحب سے کہدیں کہ ہم اُن سے کیونکر دشمنی کر سکتے ہیں۔ وہ کس کے بیٹے ہیں۔ اور کیا ہماری اولاد نہیں" ✦

دوستو! ہم چاہتے ہیں۔ کہ تم عملاً بیزاری کا ثبوت دو۔ اور جو نیک دل ہیں۔ وہ اب غیر جانبداری کو چھوڑ کر سلسلہ حقہ کا ساتھ دیں۔ ورنہ کہنے کو تو ہم حسینی بھی یہاں کہہ گئے تھے۔ کہ

"جو اہلبیت پر تیر چلاتا ہے۔ وہ ملعون ہے۔ خبیث ہے۔ بدمعاش ہے"

غیر مبائع دوستو! ایک وقت تھا۔ کہ شیعوں کے رسالوں میں "عالم برزخ میں بحث" کے عنوان سے تبرا بازی کا ایک سلسلہ مضمون نکل رہا ہے۔ مگر آج تمہارے پیغام میں اُسی خبیثہ کی روح خارجیت کا لباس پہنکر "یا مظہر العجائب" کے نام سے کام کر رہی ہے۔ ✦

توبہ کرو۔ اصلاح کرو۔ پہلے لوگوں کی حالت سے فائدہ اٹھاؤ۔

شر الذین انعمت علیہم

کے وعید سے بچو۔ خدا تمہیں توفیق دے ✦

ٹریکٹ تصدیق المسیح کے متعلق آخری نوٹس

حافظ جمال احمد صاحب کا مضمون جو الفضل کے متعدد نمبروں میں شائع ہوا تھا۔ اُسے احباب نے پسند کیا۔ اور تحریک کی۔ کہ اسے ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جائے۔ اسپر الفضل نے لکھا تھا۔ کہ اخراجات طبع جمع ہو جائیں۔ تو ہم تیار ہیں۔ مفصلہ ذیل برادران طریقت نے امدادی مبلغات بھیجے۔

برادر عبد الغفور صاحب سب پوسٹماسٹر ۔ ۔ ۔ ۔ ۵

منشی محمد امین صاحب مدرس مدرسہ دوکی ۔ ۔ ۔ ۔ ۴

برادر محمد افضل صاحب [1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۳

اس کے علاوہ جناب منشی فرزند علی صاحب نے ۱۰ اور ہمارے پرجوش اور ہر نیک تحریک میں حصہ لینے والے بھائی بابو فضل احمد صاحب نے بھی ۱۰ روپیہ کا وعدہ فرمایا۔ یہ کل ۳۲ روپے ہوتے چونکہ آجکل کاغذ سخت گراں ہے۔ اور اسمہ احمد کا مضمون بھی تصدیق المسیح کے ساتھ شامل ہوگا۔ اس لئے اخراجات طبع کم از کم ساٹھ روپے تک پہنچیں گے۔ احباب توجہ فرماویں۔ اور تیس روپے کا اور انتظام فرما دیں۔ تا یہ ٹریکٹ بہت جلد ہو کر مفت تقسیم کیا جاسکے۔ اور خریداران الفضل بھی ایک جماعت کے رنگ میں تبلیغی ثواب حاصل کریں ✦

(منیجر الفضل)

[1] اگر کسی اور صاحب نے نقد رقم بھیجی ہو۔ تو مہربانی سے اطلاع دیں ✦

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اعتراف

مولوی عمادی کی زبان قلم سے

باب سوم میں جس کا ہیڈنگ "عربی کس طرح ام الالسنہ ہے"

(نمبر ۲)

خواجہ صاحب کے دلائل

یوں تو دو زبانوں میں اشتراک اور قربت ثابت کرنے کے لئے محققین السنہ نے بہت سے راہیں تجویز کی ہیں۔ لیکن یہ تمام کے تمام راستے غلطی سے خالی نہیں۔ اور کبھی کسی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ دراصل شارکت الفاظ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے مختلف زبانوں کا ہم ماخذ ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ باقی ان میں طریق تصریف کا مختلف ہونا یا طریق اظہار خیال کا جدا جدا ہونا یا جملہ کی ترکیب وغیرہ کا مختلف ہونا کوئی وقعت نہیں رکھتا ۔

حضرت اقدس کے دلائل

الا تنظر الی اشتراک الالسنة فانه یوجد فی کثیر من الالفاظ المتفرقة ولا یمکن ھذا الا بعد کونها شعب اصل واحد فی الحقیقة واما اختلاف السنة فی صور التراکیب فلیس من العجیب وکذلک الاختلاف فی التصریف واطراد المواد لیس من دلائل عدم الاتحاد لان الاختلاف بھذ القدر فی التراکیبات لا متنع تغایر یوجب کثرة اللغات فان وجود التراکیب المختلفة ھو الذی غیر صور الالسنة وھو السبب الاول للتفرقة فلا یسوغ لمعترض ان یتکلم بمثل ھذه الکلمات واین مندرجة ھذه الاعتراضات فانها مصادرة ومن الممنوعات وکفا ان الالسنة مشترکة فی کثیر من المفردات

(ترجمہ) کیا زبانوں کے اشتراک کو نہیں دیکھتا کہ وہ بہت سے متفرق لفظوں میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ یہ سب کے سب ایک ہی اصل کی شاخیں نہ ہوں باقی رہا ان کا تراکیب اور طریق تصریف اور اطراد المواد میں اختلاف تو یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں۔ اور نہ یہ اسکے عدم اتحاد پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اگر ترکیبوں میں اسقدر بھی اختلاف نہ ہوتا۔ تو یہ تغایر بھی محال ہوتا۔ جو زبانوں کی کثرت کا موجب ہوا ہے۔ کیونکہ مختلف ترکیبوں کے وجود نے ہی زبانوں کی شکلوں کو

خواجہ صاحب کے دلائل

یہ امر تو مسلم ہے کہ ایک شایک وقت کل قوموں کے آبا و اجداد ایک ہی مقام پر رہتے اور ایک ہی زبان بولتے تھے۔ اور جب کوئی انہیں سے اپنے اصل مرکز سے جدا ہوا اس وقت بھی وہی زبان بولتا تھا۔ الغرض جو وطن الاولین سے نکلا۔ وہ زبان اول ساتھ لیتا گیا۔ اب اگر یہ مہاجرین وطن اپنی زبان قائم رکھتے۔ تو کل دنیا میں ایک ہی زبان ہوتی۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا اور تغیرات سے زبانوں میں اختلاف ہو گیا ۔

کسی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے دو امور کا ہونا ضروری ہے ۔

(۱) الفاظ و روٹ کی صوری معنوی مشارکت

(۲) اس زبان کے روٹ و الفاظ کا غیر متغیر رہنا ۔

حضرت اقدس کے دلائل

بدلا ہے۔ اور وہی تفرقہ کا سبب اول ہے۔ پس کسی معترض کے لئے جائز نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں کرے اور وہی ایسے اعتراضوں کی گنجائش ہے۔ کیونکہ یہ مصادرہ ہے۔ زبانوں کے اتحاد ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کا اکثر مفردات میں اشتراک پایا جاتا ہے ۔

حضرت اقدسؑ نے زبانوں میں اختلاف پیدا ہونے کے فلسفہ پر گفتگو کرتے ہوئے عیسائیوں اور یہود پر حجت قائم کرنے کے لئے یوں فرمایا ہے رہا سوا اسکے عیسائیوں اور یہودیوں کو تو ضرور یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ ام الالسنہ عربی ہے۔ کیونکہ توریت کی نص صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ ابتداء میں بولی ایک ہی تھی۔ پھر خدا تعالےٰ نے بمقام بابل اسمیں اختلاف ڈالدیا۔ (خواجہ صاحب نے اس حوالہ کو مسلم لفظ سے ادا کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب کو مذہبی کتب کے ذکر سے منزہ رکھنا چاہا ہے)

پھر حضرت اقدس عربی میں اسی اصول کو یوں تحریر فرماتے ہیں :- فان کان تغایر الالسنة من اول الفطرة فکیف وجد الاشتراک مع عدم الاتحاد فی الاصل والجرثومة فلا بد من ان نقر بلسان ھی ام کلها - ترجمہ۔ پس اگر زبانوں کا اختلاف ابتدائے آفرینش سے ہی ہوتا۔ تو انہیں باوجود اپنی اصل میں مختلف ہونے کے کبھی یہ اشتراک نہ پایا جاتا۔ پس ضروری ہے کہ ہم ایک ایسی زبان کا اعتراف کریں جو تمام زبانوں کی ماخذ اور اصل ہو ۔

حضرت اقدس نے ان دونوں باتوں کو عربی زبان کی خوبیوں میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کو ہی ام الالسنہ ثابت کیا گیا ہے۔ اسلئے خواجہ صاحب نے انکو اس رنگ میں لکھ دیا ہے کہ کسی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے لئے ان دو امور کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس عربی زبان کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے تیسری خوبی یوں بیان فرماتے ہیں۔ عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا انتظام رکھتا ہے۔ اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور

خواجہ صاحب کے دلائل

عربی زبان میں بعض اور خصوصیات بھی ہیں۔ جن سے مختلف زبانوں کے متشابہ الفاظ کو بوقت تنازعہ عربی الاصل قرار دینا مشکل امر نہیں عربی لفظ یکہ و تنہا نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر ایک لفظ برائے خود ایک خاندان رکھتا ہے۔ جس خاندان کا سرچشمہ ایک عربی مادہ ہوتا ہے جس سے بے شمار اور الفاظ نکلے ہوئے عربی زبان میں بطور اراکین خاندان موجود ہوتے ہیں۔ پھر ایک اور خصوصیت عربی زبان میں ہے جو اس معاملہ میں فیصلہ کن ہے۔ عربی زبان جیتنے ابواب اور اوزان کسی اور زبان میں پائے نہیں جاتے ؛

عربی زبان میں ایک اور خصوصیت ہے۔ کہ وہ اپنے اندر وجہ تسمیہ رکھتی ہے ؛

حضرت اقدس کے دلائل

اسمار کو جو ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں۔ ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے انکے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔ اس مذکورہ بالا عبارت سے تو خواجہ صاحب نے پہلا اصل اخذ کیا ہے۔ اور دوسرا مندرجہ ذیل عبارت سے اخذ کیا ہے۔ جہاں حضرت اقدس نے عربی زبان کے غیر متغیر ہونے کو ثابت کرتے ہوئے دوسری زبانوں کے متعلق یوں تحریر فرمایا ہے :۔

واما الالسن الاخری فقد غیر وجھہا قتر تصرف النوکی وما بقیت علی صورتہا الاولی۔

(ترجمہ) دوسری زبانوں کے چہرہ کو احمقوں کے تصرف کے غبار نے بدل ڈالا ہے۔ اور وہ اپنی پہلی صورت پر نہیں رہیں ؛

وتجد مفرداتہا کالحلل الکاملۃ لانواع معانی واسرار ولا تجدھا فی مقام کالبکم غیر مبین وذالک لکمال نظامہا وعلو مقامہا وغزارۃ موادھا وکثرۃ افرادھا وتناسبہا ورشادھا والمراد اشتقاقہا واتحاد انتساقہا۔

(ترجمہ) ہم عربی زبان کے مفردات کو تمام قسم کے معانی اور اسرار کے لئے کامل لباسوں کی طرح پاتے ہیں۔ اور ہم کسی مقام میں بھی اسکو گونگے کی طرح نہیں دیکھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس کے مفردات کا نظام کامل ہے۔ اور اس میں مادے کثرت سے ہیں۔ اور ان مادوں کے آگے بہت سے افراد ہیں۔ اور پھر ان کا آپس میں تناسب ہے۔ اور پھر انہیں اشتقاق بھی کثرت سے ہے۔ یعنی اوزان اور ابواب کثرت سے پائے جاتے ہیں ؛

عربی میں اسمار باری و اسمار ارکان عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضار انسان اپنی اپنی وجہ تسمیہ کے ساتھ بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہیں۔ دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں ؛

خواجہ صاحب کے دلائل

ایک اور بات جو عربی زبان سے مختص ہے۔ اور اس کے ام الالسنہ ہونے پر شہادت دیتی ہے۔ وہ یہ کہ عربی زبان کے مادے اس قسم کے ہیں۔ کہ وہ آسانی کے ساتھ بولے جا سکتے ہیں ؛

حضرت اقدس کے دلائل

وانہا احاطت کلما اشتدت الیہ الحاجۃ و تصوبت مسطرھا بقدر ما اقتضت المبلدۃ وفاقت کل لغۃ فی ابواز معانی الضمائر وتسادی الفطرۃ البشریۃ کتادی الدوائر وکل ما اقتضتہ القوی الانسانیۃ و کل ما طلبہ حوائج فطرۃ الانسان فیہا فیہا مفردات ھذا اللسان مع تیسیر النطق والقاء لا شئ علی الجنان ؛

(ترجمہ) اس زبان نے تمام حاجتوں کو گھیرا ہوا ہے اور ہر ایک شہر کی حاجت کے مطابق اپنی بارش کو اس نے نازل کیا ہے۔ اور مافی الضمیر کو ظاہر کرنے کے لئے تمام لغات پر فوقیت لے گئی ہے۔ اور جسقدر قوی انسانیہ کا تقاضا ہے۔ اور جسقدر فطرۃ انسانی کے حوائج ہیں۔ ان سب کے مقابلہ میں اس زبان کے مفرد الفاظ موجود ہیں۔ اور انمیں بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ وہ آسانی سے بولے جا سکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی دل پر اثر کرنے والے ہیں ؛

اب ہم نے باب سوم کے دلائل کا موازنہ کر کے بھی ناظرین کو دکھلا دیا ہے کہ کس طرح کل کا کل باب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب منن الرحمن سے نقل کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے نمبر میں باب چہارم کی حقیقت بھی کھولینگے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ؛

مسیح موعود کے نبی اللہ کہنے سے ہماری مراد

جب ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔ تو چونکہ غیر احمدیوں کے نزدیک نبی کی ایک خاص تعریف ہے۔ اور خاص تصور ہے۔ اسی تصور کا مصداق سمجھ کر وہ بہت برافروختہ ہوتے ہیں۔ اور انکار کر بیٹھتے ہیں ہمارے غیر مبایعین اصحاب نے اس غلط فہمی کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ اسلئے میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ہماری طرف بیشک یہ الفاظ منسوب کرو۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی یا رسول مانتے اور کہتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہہ دو۔ کہ کامل نبی۔ حقیقی نبی۔ مستقل نبی۔ مگر ایسا کہنے سے جو ہماری مراد ہے۔ وہ بھی سن لو ۔

غیر احمدیوں کے نزدیک ۔

(۱) نبی کامل شریعت لاتے ہیں ۔

(۲) بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرتے ہیں ۔

(۳) نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ بغیر استفاضہ کسی نبوت براہ راست خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں ۔

ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز ہرگز ایسا نبی نہیں مانتے۔ نہ وہ کوئی شریعت لائے نہ انہوں نے احکام شریعت سابقہ منسوخ کئے۔ نہ وہ ایسے ہیں۔ کہ نبی سابق کی امت نہ کہلائیں۔ نہ وہ براہ راست بغیر افاضہ کسی نبی سابق کے نبوت پانے والے ہیں ۔

ہم یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ (صحف اولیٰ میں نبی کا نام پڑھ کر جو مفہوم لیا جاتا تھا۔ وہ صاحب شریعت۔ یا صاحب کتاب ہونے کا یا براہ راست نبوت پانے کا) وہ یہاں مراد نہیں۔

ہم حضرت اقدس کے اس اعلان کو دہرانا چاہتے ہیں

"بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سنکر دہوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

اسپر سوال ہوسکتا ہے۔ کہ پھر حضرت مرزا صاحب کے نبی کہنے سے کیا مراد ہے۔ اس کا وہی جواب ہے۔ جو چشمہ معرفت میں حضور نے لکھا ۔

"نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں۔ جو بکثرت ہیں۔ اور غیب پر مشتمل ہیں" ۔ (صفحہ ۳۲۵)

یعنی آپ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اظہار امور غیبیہ سے مشرف تھے۔ اور یہ وہ حقیقت ہے۔ کہ اس سے مولوی محمد علی صاحب کیا کسی احمدی کو بھی انکار نہیں۔ بصرف فرق یہ ہے۔ کہ ہم ایسے برگزیدہ کو بحکم خدا نبی کہتے ہیں۔ اور وہ نادانی سے نبی کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"ایسا شخص جسکو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دیجائیں۔ یعنی اسقدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو۔ اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں۔ کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں۔ جو خدا کے الہام سے بکثرت آیندہ کی خبریں دے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰)

یہ تعریف جو اوپر بیان ہوئی۔ حضرت اقدس پر صادق آتی ہے۔ پس ہم آپ کو اس بناء پر نبی کہیں گے۔ اور باوجود اس تعریف کے الفاظ پر ایمان لانے کے نبی نہ کہنے والوں کا نام نادان رکھیں گے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔

"مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں۔ لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰)

غیر مبایعین مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ و اظہار امور غیبیہ سے مشرف تھے۔ اور یہ بھی کہ اس کی نظیر امت نبی کریم میں نہیں پائی جاتی۔ مگر اس کا نام نبوت نہیں رکھتے۔ یہ ان کی نادانی ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جائے۔ کہ ہم ایسے مکالمات کا نام نبوت رکھتے ہیں۔ مگر ایسی نبوت دوسرے مجددین و اولیاء و اکابر امت میں بھی۔ تو میں اس کے ساتھ اسلئے اتفاق نہیں کر سکتا۔ کہ حضرت اقدس نے تین مقامات پر ایسے صریح الفاظ میں کہ جن کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ اس سے انکار کیا ہے ۔

اوّل تذکرۃ الشہادتین میں جہاں ارشاد ہوا۔

"حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ اُن کو نہ دیا جائے × × پھر آخری خلیفہ یعنے مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ × × کیونکہ وہ آنحضرت کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔"

دوسرے خلفاء کے لئے الفاظ ہیں "ان کا نام نبی نہ رکھا جائے" اور "یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے"۔ اور آخری خلیفہ کے لئے "نبی کے نام سے پکارا جائے"۔ اور "نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے" خوب ذہن نشین کر کے خدارا انصاف کیجئے۔ کہ کیا وہ لوگ حق پر ہوسکتے ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ جن معنوں میں مسیح موعود نبی کہے جا سکتے ہیں۔ ان میں تو اگلے مجددین بھی نبی ہیں۔ دیکھو حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

(۱) ان کا نام نبی نہیں۔ (۲) ان کو یہ مرتبہ نہیں دیا گیا

(۱) مجھے نبی پکارو۔ (۲) میں نبی کہلانے کا مستحق ہوں۔

اسی طرح حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر آپ فرماتے ہیں۔

"جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور یہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔

یعنے اولیاء امت محمدیہ جو آج تک ہوئے - ان میں سے کوئی اس نام کا مستحق نہیں - اور میں مستحق ہوں بے شک ان سے بھی مکالمہ مخاطبہ ہوا - بکثرت ہوا - مگر کیفیت و کمیت کے لحاظ سے اس کثرت کو نہیں پہونچا جس سے انسان نبی کا نام پانے کا مستحق ہوتا ہے -

بعض لوگ یہ کہتے ہیں - کہ پھر تم تمام اولیاء کرام اور خلفاء عظام کو ناقص قرار دیکر ان کی ہتک کرتے ہو حالانکہ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے - ہم تو حضرت اقدس کی عبارت پیش کرتے ہیں -

(۱) یہ حصہ کثیر اس نعمت کا انہیں نہیں دیا گیا -

(۲) وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی -

(۳) دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے - تو وہ بھی نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے -

اب اسکا نام اگر ہتک رکھتے ہو - تو پہلے حضرت اقدس کے صادق ہونے سے انکار کرلو - میں بار بار ان عبارتوں کو پڑھ کر حیران ہوتا ہوں - کہ کس طرح یہ لوگ مجددین یا اکابر اولیاء کو نبی کہنا جائز سمجھتے ہیں - جبکہ حضرت اقدس بصراحت لکھ رہے ہیں *

(۱) ان کو یہ مرتبہ نہیں دیا گیا -

(۲) وہ شرط (جو نبی کہلانے کے لئے ہے) ان میں نہیں پائی جاتی -

(۳) اگر وہ اس کثرت مکالمہ کو پاتے - تب نبی کہلانے کے مستحق ہوتے *

یہاں لغوی نبی وغیرہ کہنے سے بات نہیں چلیگی کیونکہ جو کچھ بھی ہو - حضرت اقدس فرما رہے ہیں - کہ میں نبی کہلانے کا مستحق ہوں - میں نبوت کے مرتبہ پر فائز ہوں - وہ (دیگر صلحاء امت) نبی کہلانے کے مستحق نہیں انہیں نبوت کا مرتبہ نہیں دیا گیا - یہ نہیں فرمایا - کہ پیشگوئی میں مجھے نبی کہا گیا[۱] - اسلئے مجھے نبی کہو - اور دوسروں کو باوجودیکہ وہ بھی نبی ہیں - نبی نہ کہو - بلکہ

[۱] - اور اگر کہا ہے - تو کیا رسول اللہ نے نعوذ باللہ جھوٹ موٹ کہدیا - یا ایک غیر مستحق کو یہ خطاب دیدیا *

فرمایا - کہ وہ اس نام کے اس خطاب کے اس وصف سے متصف ہونے کے مستحق ہی نہیں - مسیح موعود مستحق ہے اگر وہ (صلحاء امت) اسقدر مکالمہ مخاطبہ پالیتے جس کیفیت و کمیت کا مسیح موعود نے پایا - تو ضرور وہ بھی مستحق ہو جاتے - پس یہ تو میں تسلیم کرتا ہوں - کہ حضرت اقدس حقیقی اور مستقل یعنے صاحب شریعت اور براہ راست نبی نہیں - اور آپ کی نبوت کاملہ تامہ بمعنی حاملۃ لوحی الشریعۃ بھی نہیں تھی *

۱ - آپ ظلی نبی ہیں -

۲ - آپ امتی نبی ہیں -

۳ - آپ علے طریق المجاز لا علے وجہ الحقیقۃ نبی ہیں *

۴ - آپ بروزی نبی ہیں *

۵ - آپ آنحضرت صلعم کے غلام ہیں - آپ کے آئینہ ظلیت میں نبوت محمدیہ اپنے جمیع کمالات کے ساتھ منعکس تھی - آپ بذاتہٖ کچھ بھی نہ تھے -

ع وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

۶ - آپ باغ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ثمر تھے -

یہ سب صحیح مگر یہ صحیح نہیں کہ جن معنوں میں آپ نبی تھے اُن معنوں میں کوئی اور بھی امت محمدیہ میں سے اس وقت تک ایسا شریک ہے - لوگوں کو یہ دھوکہ نہ دو - کہ ہم فیض محمدی کو صرف ایک ہی میں متصور مانتے ہیں - اور ایک کے سوا سب کو ناقص[۲] قرار دیتے ہیں - ہم تو مانتے ہیں - کہ مکالمہ الٰہیہ سے ہزاروں اولیاء مشرف ہوئے اور ہونگے - مگر نبی کہلانیکا مستحق اس وقت تک صرف ایک ہی ہوا ہے - چنانچہ خود حضرت اقدس فرماتے ہیں -

"اس امت میں آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں - اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی - اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں ملسکتی" (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

[۲] - دیکھو سب انبیاء اپنی اپنی جگہ پر کامل ہیں - مگر بمقابلہ خاتم النبیین سید المرسلین ان میں کچھ نہ کچھ کمی ہے - اسی طرح اکابر اولیاء اپنی اپنی جگہ کامل - مگر خاتم الخلفاء کے مقابل میں وہ کمی رکھتے ہیں - اس کا اقرار غیر مبائعین کو بھی ہے *

دیکھو - اگر امتی نبی اور محدث یا ولی کے ایک ہی معنے ہوتے - تو آپ یہ نہ فرماتے - کہ ہزارہا اولیاء ہوئے - اور ایک امتی نبی ہوا - اور پھر دیکھو کہ اگر ایک ہی امتی نبی کا ہونا آنحضرت کی ہتک کا موجب ہوتا - تو آپ نہ فرماتے - کہ اس کثرت فیضان کی نظیر نہیں پائی جاتی *

دیکھو جب تم کہو گے - کہ (۱) صاحب شریعت - (۲) صاحب کتاب (۳) براہ راست نبوت پانیوالوں کا نام لو - تو میں انہیں حضرت مسیح موعود کا نام نہیں لونگا *

اور جب تم کہو گے - کہ فیض یافتگان آغوش نبوی اور خوشہ چینان خرمن محمدی کا نام لو - تو انہیں ضرور مسیح موعود کا نام لونگا - مگر میں یہ کبھی نہیں کہہ سکتا - کہ مسیح موعود جیسے نبی ہیں - ویسے ہی دیگر مجددین بھی ہیں - یا مجددین و خلفاء انہیں کو بھی ظلی یا امتی یا بروزی نبی کہہ سکتے ہیں -

اخیر میں میں پھر یہ بات دہرانا چاہتا ہوں - کہ مسیح موعود کو ہم کامل نبی کہیں یا نبی اللہ یا حمی اللہ فی حلل الانبیاء جب ہماری مراد اس سے صرف یہ ہے - کہ بکثرت مکالمات الٰہیہ و اظہار امور غیبیہ سے مشرف اور یہ تمہیں بھی مسلم ہے - پھر حضرت اقدس کی تعریف کے رو سے خدا کے نبیوں میں اس سے بڑھ کر کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی - جسے نفس نبوت میں دخل ہوتا شور کیوں مچایا جاتا ہے - اگر کوئی کہے - کہ آپ خاتم النبیین کا نبی ہے - تو اسے حقیقۃ الوحی کا ص۲۸ پڑھ لینا چاہیئے -

"وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اسکی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا اور بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جسکی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جسکے لئے امتی ہونا لازمی ہے" *

مکالمہ مخاطبہ کے تا قیامت اجراء کے ہم قائل ہیں اور اسکے علاوہ ہم ایسی نبوت ملنے کے بھی قائل ہیں جسکے لئے امتی ہونا لازم ہے - چنانچہ مسیح موعود میں ہم ایسی ہی نبوت کے قائل ہیں اور آپکے امتی یعنی امت محمدیہ کا ایک فرد ہونے سے ہم کبھی انکار نہیں کرتے - آپ کے سوا آج تک جبکہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں مرتبہ نبوت کسی کو نہیں ملا - گو مکالمہ مخاطبہ سے ہزاروں مشرف ہوئے اور یہ میں اسلئے کہتا ہوں - کہ جس کو میں الحکم العادل راستباز منجانب اللہ مانتا ہوں - اس نے کہا - کہ گو ہزاروں